مروجہ ماتم اور اسلامی تعلیمات ؟...!

مولانا حکیم محمد منشاء کاشف فیصل آبادی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

قال اللہ تعالیٰ

﴿وبشر الصابرین. الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ (القرآن)

محرم الحرام جہاں نئے اسلامی سال کا پیامبر ہوتا ہے' وہاں اس کی آمد سے بہت سی المناک اور غمناک یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ اس مہینہ میں اسلام کی دو جلیل القدر شخصیتیں (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ) ظلم وستم کا نشانہ بن کر اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ محرم الحرام کی عظمت ورفعت ان واقعات سے وابستہ نہیں بلکہ اس کی حرمت پہلے سے ہے۔ اسی ماہ مقدس میں روزے رکھنا باعث خیر وبرکت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿افضل الصیام بعد رمضان شھر اللہ المحرم﴾ (مسلم)

محرم کے بعد رمضان کے مہینے کے روزے رکھنا زیادہ افضل ہے اور فرمایا کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ (مسلم شریف)

رسول اللہ ﷺ خود اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ یہودیوں کی مشابہت سے بچنے کیلئے آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو محرم کی نویں اور دسویں کا روزہ رکھوں گا۔ مگر آپ آئندہ سال محرم کے آنے سے پہلے ہی رحلت فرما گئے۔ محرم الحرام کی عظمت وتقدس اپنے مقام پر مسلمہ ہے۔ حالات دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ ہم مسلمان رسول اللہ ﷺ کے امتی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پیرو ہونے کے دعویدار ہیں۔ مگر عملی طور پر اس دعوے کو ثابت نہیں کرتے۔ ان سے محبت ووابستگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم رسولِ عربی ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنا راہنما بنائیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کردار کی روشنی میں اپنی زندگی کی تعمیر کریں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جس عظیم الشان اور مثالی صبر واستقامت اور اولوالعزمی کا مظاہرہ کیا۔ اسی طریق کو اپنانے کی ضرورت ہے' مگر افسوس یہ ہے کہ آج جس طریقہ سے نوحہ و ماتم کیا جاتا ہے۔ مرثیہ خوانی اور تعزیہ سازی کی جاتی ہے' گریبان پھاڑے جاتے ہیں اور سینہ کوبی کی جاتی ہے۔ یہ سراسر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نانا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہیں اور دین حنیف سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

الغرض جس نہج سے غم حسین رضی اللہ عنہ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے' ہم اسے سنت نبوی ﷺ اور اسوہ حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ محرم الحرام کی مجالس میں واقعات شہادت کو جس انداز سے پیش کیا جاتا ہے اور ان سے جو نتائج اخذ کئے جاتے ہیں' علم وعقل اور تاریخی حقائق ان کا ساتھ نہیں دیتے۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اعمال واخلاق اور آپ ﷺ کے احکام و فرامین قرآن ہی کی عملی تفسیر تھے اور آپ ﷺ کا فرض منصبی یہی تھا کہ اپنے قول وکردار سے ارشادِ رب تعالیٰ کے حدود متعین فرمادیں۔

پس آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید کے احکام پر جس انداز میں عمل فرمایا کتب حدیث اور سیرت میں اس کے نقوش حسب ذیل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال پر ملال پر اپنے غم واندوہ کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا

﴿ابراھیم انا بفراقک لمحزونون العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا مایرضی ربنا﴾

''اے پیارے ابراہیم تیری جدائی انتہائی غمناک ہے۔ آنکھ آنسو بہارہی ہے اور دل حزن وملال سے بھرپور ہے لیکن زبان پر وہی کلمہ آئے گا جو رضائے الٰہی کا موجب ہو۔''

آپ ﷺ نے دورِ جاہلیت کی ماتمی رسوم پر ان الفاظ میں پابندی عائد فرمائی۔ ﴿لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیہ﴾

جو شخص مصیبت میں اپنے رخسار پیٹے' گریبان پھاڑے اور دورِ جاہلیت کے بول بولے یعنی جاہلیت کی طرح پکارے' وہ میری امت سے خارج ہے۔ بخاری شریف کی دوسری حدیث میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ﴿لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ﴾

نبی ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور غور سے سننے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے رنج وغم کے اظہار کی حدود متعین کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مھما کان من القلب والعین فمن اللہ وما کان من الید واللسان فمن الشیطان﴾ یعنی غم واندوہ کا اظہار دل کی پریشانی اور آنکھ کے آنسو سے جائز ہے' لیکن زبان کے آہ وفغاں اور ہاتھ کی حرکت (ماتم وغیرہ) سے ناجائز اور کارشیطان ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنی شہادت سے پہلے اپنے خیمہ میں تشریف لاکر تمام اہل بیت کو

مخاطب فرما کر وصیت فرماتے ہیں' میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ میں جب دشمن کے ہاتھوں قتل کر دیا جاؤں تو تم میرے ماتم میں گریبان چاک نہ کرنا' نہ اپنے رخساروں پر طمانچے مارنا' نہ اپنے منہ کو زخمی کرنا (اسوہ حسین رضی اللہ عنہ) حضرت زین العابدین فرماتے ہیں:

﴿لا ایمان لمن لا صبر له﴾ ''جو صبر نہیں کرتا وہ مؤمن نہیں ہے۔''

اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی کی وفات پر فرمایا تھا کہ اگر نبی کریم ﷺ نے ہمیں صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور واویلا کرنے سے نہ روکا ہوتا تو ہم رو رو کر اپنی آنکھوں کا پانی خشک کر دیتے۔

کتب شیعہ اور ماتم

رسول اللہ ﷺ جب خواتین سے اسلام کی بیعت لیتے تو جہاں شرک' چوری' زنا اور بہتان طرازی ترک کرنے کا عہد لیتے وہاں ﴿لا یعصینک فی معروف﴾ کا اقرار بھی کراتے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہا نے اس کی وضاحت چاہی اور استفسار کیا کہ حضور ﷺ اس اجمال کی تفصیل فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ﴿لا تلطمن خدا ولا تخمشن وجها ولا تنقضن شعرا ولا تخرقن جيبا ولا تسودن ثوبا ولا تدعون بالويل والثبور﴾ (تفسیر قمی سورۃ ممتحنہ)

یعنی کسی کی موت پر نہ رخسار پیٹو' نہ چہرہ نوچو' نہ بال اکھاڑو نہ گریبان پھاڑو' نہ کپڑے کالے کرو اور نہ ہی بین اور واویلا کرو' کہ یہ سب چیزیں حرام ہیں۔

حیات القلوب کے شیعہ مصنف ایک دوسرے مقام پر حضرت محمد ﷺ کی زبانی معراج شریف کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''رتے رومہدم درصورت سگ و ملائکہ آتش در برش داخل مے کردند از دہانش بیرون مے آمد و ملائکہ بگرزہائے آہنی سر گردنش رامی زدند فاطمہ صلوٰت اللہ علیہا گفت اے پدر مرا خبر کہ سیرت این زن چہ بود؟ گفت نوحہ کنندہ و حسود بود'' (جلد دوم کتاب المعراج ص ۳۱۵)

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے معراج کی ایک رات ایک عورت کو کتے کی صورت جہنم میں دیکھا۔ فرشتے اسے آگ کا سخت ترین عذاب کر رہے تھے اور آہنی گرز اس کی گردن اور اس کے سر پر مار رہے تھے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے پوچھا ابا جان اس عورت کا گناہ کیا تھا؟ جس کی پاداش میں اسے یہ بدترین سزا مل رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ عورت حسد اور نوحہ کیا کرتی تھی۔

امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ اور امام جعفر صادق کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ بیٹی جب میرا انتقال ہو جائے تو میری موت پر اپنا چہرہ نہ پیٹنا' بال نہ کھولنا' نہ ہی بالوں کو نوچنا' نوحہ اور ماتم نہ خود کرنا اور نہ ہی نوحہ گر کو بلانا۔ بیٹی آہ و فغاں قطعاً نہ کرنا' صبر کرنا اور گریہ وزاری ہرگز ہرگز نہ کرنا۔

(حیات القلوب' جلاء العیون)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات

ظاہر ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کا قول و کردار یہ ہو اور آپ ﷺ اپنے عمل و ارشادات سے قرآنی احکام کی وضاحت فرمائیں اور اپنی زندگی میں پیش آمدہ مصائب والم کے وقت رنج و غم کے اظہار کی حدود متعین کر دیں تو خاندان رسالت ﷺ سے ناممکن اور قطعی ناممکن ہے کہ اسوہ رسول خلاف ورزی کا ارتکاب کریں اور حدود الٰہی کو پھاند کر اپنی جانوں پر ظلم کریں۔

بات تو اتنی ہی کافی ہے' لیکن قارئین کرام کے مزید اطمینان کیلئے ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد و احفاد کے چند ارشادات کتب شیعہ سے بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

﴿عن علی ابن ابی طالب قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن النیاحة والاستماع الیها﴾ (من لا یحضرہ الفقیہ باب مناهی النبی)

حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نوحہ کرنے اور ایسی مجالس میں شرکت کرنے اور نوحہ و ماتم سننے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو غسل دیتے ہوئے فرمایا:

﴿بابی انت وامی لقد انقطع بموتک مالم ینقطع بموت غیرک من النبوة واخبار السماء.. ولو انک امرتنا بالصبر ونهیتنا عن الجزع لانفدنا علیک ماء الشئون﴾ (نہج البلاغۃ ص ۲۰۵)

میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ کی وفات سے وہ برکات ختم ہوگئی ہیں' جو کسی اور کی موت سے ختم نہ ہو سکتی تھیں۔ آپ ﷺ کی موت سے نبوت بھی ختم ہوئی اور آسمان کی خبریں بھی ختم ہوگئی ہیں۔ حضور ﷺ اگر آپ نے ہمیں صبر کی تلقین نہ کی ہوتی اور نالہ وشیون سے روکا نہ ہوتا تو ہم رو رو کر سر اور آنکھوں کا پانی ختم کر دیتے۔

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اپنے احباب کو پانچ وصایا ارشاد فرماتے ہیں جن میں پانچویں اور آخری وصیت یہ ہے:

﴿علیکم بالصبر فان الصبر من الایمان کالراس من الجسد ولا خیر فی جسد لا راس معه ولا فی الایمان لا صبر معه﴾ (نہج البلاغۃ ص ۲۷۱)

اے میرے احباب اپنے آپ پر صبر لازم کر لیجئے اور یقین کر لیجئے کہ صبر اور ایمان کا تعلق بعینہٖ جسم اور سر کی طرح ہے۔ جس طرح سر کے بغیر جسم بے کار ہے' ایسے ہی صبر کے بغیر ایمان بھی بے کار اور غیر مقبول ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا:

﴿من ضرب یده علی فخذه عند مصیبة

حبط عمله﴾ (ایضاً ص ۲۷۷)

''جس نے مصیبت کے وقت اپنی ران پر ہاتھ مارا (یعنی رویا پیٹا) اس کے نیک اعمال کا اجر ضائع ہوا۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

﴿من جدد قبرا او مثل مثلا قد خرج من الاسلام﴾

''کہ مصنوعی قبر بنانے والے اور قبر کی تشبیہ تیار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۴۰)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی وصیت

انہی ارشادات کا اثر تھا کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ نے صبر واستقامت کی مثال قائم کی اور جب اپنی شہادت یقینی نظر آئی تو خواتین کے کیمپ میں تشریف لائے اور حسب ذیل الفاظ میں آخری وصیت ارشاد فرمائی ''میں آپ سب کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میں شہید ہو جاؤں تو خبردار میرے غم میں گریبان چاک نہ کرنا' منہ پر طمانچے نہ مارنا اور نہ ہی سینہ کوبی کرنا۔'' (بحوالہ ذبح عظیم ۲۳۸)

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ (علی بن حسین رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں:

﴿الصبر من الایمان بمنزلة الراس من الجسد فاذا ذهب الراس ذهب الجسد كذالك اذا ذهب الصبر ذهب الايمان﴾ (اصول کافی کتاب الایمان والکفر باب الصبر)

''یعنی صبر کا تعلق ایمان کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا تعلق بدن کے ساتھ۔ سر جانے سے بدن بے کار ہے اسی طرح صبر نہ رہے تو ایمان ختم ہے۔ بالفاظ دیگر ماتم واویلا اور نالہ وشیون سے ایمان برباد ہو جاتا ہے۔''

امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ

فروع کافی ص ۱۲۱ میں ہے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ (ابوجعفر) فرماتے ہیں: جس نے نوحہ وماتم کی مجلس منعقد کی اور چہرہ وسینہ کو پیٹا اور بال بکھیرے اور صبر چھوڑ چکا اور غیر اسلامی راہ پر چل پڑا اور ایسا شخص اللہ کے ہاں قابل مذمت ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے اعمال ضائع کر دیتا ہے (کیونکہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔) اور امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واویلا کرنا اور اونچی آواز سے رونا جزع ہے اور وہ حرام ہے کیونکہ اس سے صبر کی نفی ہوتی ہے۔ ایک اور ارشاد ہے:

﴿قال ابو جعفر لما توفي طاهر بن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم خديجة عن البكاء﴾

ابوجعفر امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے طاہر کا انتقال ہوا تو آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو رونے سے منع فرمایا۔

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

فروع کافی جلد ۲' ص ۲۲۳ میں ہے ابوعبداللہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کا کہا مانے گا' اللہ تعالیٰ اسے الٹا کر کے جہنم میں ڈال دے گا۔ سننے والوں نے دریافت کیا حضور ﷺ کس معاملے میں بیوی کا کہا ماننے پر یہ سزا دی جائے گی۔

فرمایا یہ سزا اس شخص کے لئے ہے جو اپنی بیوی کو عرسوں اور مجالس ماتم میں جانے اور باریک کپڑے پہننے کی اجازت دیتا ہے اور ان معاملات میں بیوی کی فرمائش کا احترام کرتا ہے۔

قارئین! کتاب وسنت اور ائمہ کرام کے مذکورہ ارشادات کی روشنی میں خود ہی اندازہ فرمالیں شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے مروجہ ماتم کی شرعی حیثیت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وحدیث کو سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: حدیث من کنت مولیٰ کا مفہوم

اور علی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں نظریہ الوہیت کی بدعت جاری کی۔ جب جناب علی رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو انہوں نے ان حضرات سے پوچھا کہ کیا تم میرے بارے میں کہتے ہو کہ تو ہمارا خالق' رب اور رازق ہے تو وہ کہنے لگے ہاں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم پر بربادی ہو' میں تم جیسا ہی بندہ ہوں اور میں بھی اسی طرح کھاتا اور پیتا ہوں جیسا کہ تم کھاتے اور پیتے ہو۔ اگر میں اس کی اطاعت کروں تو وہ اگر چاہے تو مجھے اس کا ثواب دے اور اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے عذاب کرے گا' تم اللہ سے ڈرو اور اس نظریہ سے باز آ جاؤ۔ لیکن اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں بدترین طریقہ سے قتل کروں گا لیکن جب وہ باز نہ آئے تو جناب امیر المومنین نے ان کو زندہ جلا دیا اور اس موقعہ پر فرمایا:

﴿انی اذا رایت امرا منکرا...... او قدت ناری ودعوت قنبرا﴾

''میں نے جب منکر کام دیکھا تو آگ جلائی اور قنبر کو حکم دیا کہ وہ ان کو جلا دے۔'' (فتح الباری ص ۲۷۰' ج ۱۲ ملخصاً)

معلوم ہوا کہ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اس نظریہ کو کفریہ سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اس نظریہ کے حاملین کو مرتدین کی سزا دی اور واضح کیا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک عام بندہ ہوں' میں حاجت روا اور مشکل کشا نہیں ہوں' کیونکہ الٰہ کا اصل معنی دراصل حاجت روا ہوتا ہے۔ (تفسیر بیضاوی درسی ص ۵)

معلوم ہوا کہ علی مشکل کشا کا نظریہ انتہائی غلط ہے' جس کی وجہ سے توحید اور ایمان کی سلامتی کو خطرہ ہے اس لئے کہ اس نظریہ کی بنیاد شرک اور اسلام دشمنی پر ہے۔ لہٰذا اس سے تائب ہونا از حد ضروری ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسے نظریے کے حامل کا شمار قیامت کے دن اہل توحید کی بجائے اہل شرک میں سے ہو۔ اعاذنا الله وجميع المسلمين من ذلك.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆